www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مشکوۃ باب الامر بالمعروف میں حدیث ہے کہ "اگر کسی قوم میں کوئی گناہ ہوتا ہو اور وہ قوم ظالم کا ہاتھ پکڑنے پر قادر ہو پھر بھی نہ پکڑے" تو اللہ کی طرف سے سب پر عذاب آئے گا۔ (ابوداود، ابن ماجہ)

☆سوال: ایک مولوی صاحب نے تقریر میں کہا کہ قرآن مجید کلامِ الٰہی نہیں بلکہ مخلوق ہے کیونکہ قرآن صفت ہے اور صفت پیدا ہوتی ہے، اس لئے قرآن مخلوق ٹھہرا۔ اس مسئلہ کی وضاحت فرما دیجئے۔

جواب: قرآن کے مخلوق ہونے کا عقیدہ رکھنا کفر ہے کیونکہ قرآنِ مجید کلام اللہ ہے، غیر مخلوق ہے۔ سورۂ توبہ میں ہے ﴿حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ﴾ (آیت ۶) "یہاں تک کہ وہ کلامِ الٰہی سننے لگے" جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے بے مثال اور بے نظیر ہے، اس طرح اس کی صفات بھی بے مثال اور بے نظیر ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ "اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے" (الشوریٰ: ۱۱) اس آیتِ کریمہ میں جہاں باری تعالیٰ کا بے مثال ہونا ذکر ہوا ہے، وہاں اس کا دیکھنا اور سننا بھی صفاتِ الٰہی کا اثبات ہے۔ اس طرح سارا قرآنِ کریم صفتِ الٰہی، غیر مخلوق اور معجزہ ہے۔ امام طحاوی حنفی عقیدۂ طحاویہ میں فرماتے ہیں:

وإن القرآن كلام الله منه بدا بلا كيفية قولا وأنزله على رسوله وحيا وصدقه المؤمنون على ذلك حقا وأيقنوا أنه كلام الله بالحقيقة ليس بمخلوق ككلام البرية فمن سمعه فزعم أنه كلام البشر فقد كفر وقد ذم الله و عابه وأوعد بسقر حيث قال تعالىٰ ﴿سَأُصْلِيْهِ سَقَرَ﴾ فلما أوعد الله بسقر لمن قال ﴿إِنْ هٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ﴾ علمنا و أيقنا أنه قول خالق البشر ولا يشبه قولا لبشر

"قرآن اللہ کی کلام ہے، اس سے ظاہر ہوا، ہمیں اس کے تکلم کی کیفیت معلوم نہیں۔ وحی کی صورت میں اس کو اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمایا اور مؤمنوں نے اس کے برحق ہونے کی تصدیق کی اور انہیں یقین ہوا کہ یہ حقیقۃً اللہ کی کلام ہے، غیر مخلوق ہے۔ لوگوں کی کلام کی طرح مخلوق نہیں ہے۔ جو اسے سن کر خیال کرے کہ یہ بشر کی کلام ہے تو وہ کافر ہے۔ ایسے شخص کی اللہ نے مذمت کی اور اس پر عیب لگایا اور اس کو دوزخ کے طبقہ سَقَر میں داخل کرنے کی دھمکی دی۔ جس آدمی نے یہ کہا تھا کہ قرآن انسانی کلام ہے، اللہ نے اس کو دوزخ کی دھمکی دی تو ہمیں علم اور یقین ہو گیا یہ خالق بشر کی کلام ہے جو بشر کی کلام کے مشابہ نہیں۔" (متن شرح عقیدۂ طحاویہ: ص ۱۲۷، ۱۲۸)

کتبِ توحید میں امام ابوحنیفہؒ کا قول معروف ہے کہ

"اللہ جانتا ہے لیکن اسکا جاننا ہمارے جاننے کی طرح نہیں۔ اللہ قادر ہے لیکن اسکی قدرت ہماری قدرت کی طرح نہیں۔ اللہ متکلم ہے لیکن اس کی کلام مخلوق کی کلام کی طرح نہیں۔ اللہ سمیع ہے، اس کا سننا ہمارے سننے کی طرح نہیں۔ وہ دیکھتا ہے اس کا دیکھنا ہمارے دیکھنے کی طرح نہیں، اسی بنا پر ارشادِ باری ہے: ﴿هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا﴾ (مریم: ۶۵) "بھلا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شارحِ عقیدۂ طحاویہ علامہ ابن ابی العز حنفیؒ فرماتے ہیں:

"وبالجملة فأهل السنة كلهم من أهل المذاهب الأربعة وغيرهم من السلف والخلف متنقون على أن كلام الله غير مخلوق" ''جملہ اہل سنت، مذاہب اربعہ کے پیروکار اور دیگر سلف خلف سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ کی کلام غیر مخلوق ہے'' (ص ۱۲۷)

☆ سوال: کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ربوی اشیا میں اُدھار ہوسکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی سے ایک من گندم اُدھار لیتا ہے اور کہتا ہے کہ کٹائی کے موقع پر جب میری گندم آجائے گی تو میں آپ کو ایک من واپس کردوں گا۔ یا جیسے عورتیں گھروں میں کسی سے آٹا اُدھار لیتی ہیں اور بعد میں اتنا ہی آٹا واپس کردیتی ہیں۔ کیا ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

جواب: ربوی اشیاء کی خرید وفروخت میں اُدھار منع ہے۔ البتہ قرضِ حسنہ کے طور پر کوئی شے لی جائے تو یہ جائز ہے۔ گھروں میں آٹے کا لین دین عام طور پر قرضِ حسنہ کی قبیل سے ہوتا ہے، اس لئے اس کا کوئی حرج نہیں۔

☆ سوال: ہمارے گاؤں کے گورنمنٹ سکول کے ایک استاد نے ۵۰ کے قریب ٹیسٹ پیپرز گائیڈز جس میں دینیات وعربی کی قرآنی آیات موجود تھیں، بچوں سے اکٹھی کرکے مٹی کا تیل ڈال کر جلا دیں۔ کیا استاد کا فعل قرآنی آیات کو جلانا شریعت کی روشنی میں قابل مؤاخذہ نہیں؟

جواب: قرآنی آیات والے بوسیدہ اَوراق کو ضائع کرنے کا بلاشبہ جواز ہے۔ پانی میں بہا دیئے جائیں، پاکیزہ زمین میں دفن کردیئے جائیں، اسی طرح اَوراق کو جلانے کا عمل بھی درست ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عثمانؓ سے منقول ہے: وأمر بما سواه من القرآن كل صحيفة أومصحف أن يحرق (باب جمع القرآن) ''حضرت عثمانؓ نے حضرت حفصہؓ کے صحف سے منقول قرآن کے علاوہ ہر صحیفے یا مصحف میں جو قرآن ہے، ان کو جلانے کا حکم صادر فرمایا''۔ اس پر شارحِ بخاری امام ابوالحسن ابن بطال فرماتے ہیں:

في هذا الحديث جواز تحريق الكتب التي فيها اسم الله بالنار وإن ذلك اكرام لها وصون عن وطئها بالأقدام وقد أخرج عبدالرزاق من طريق طاوس أنه كان يحرق الرسائل التي فيها البسملة أذا اجتمعت وكذا فعل عروة

''اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ ان کتابوں کو جلانا جائز ہے جن میں اللہ عزوجل کا اسم گرامی ہو، اسی میں ان کی عزت واکرام ہے بجائے اس کے کہ قدموں کے نیچے روندے جائیں، اس میں ان کی بے ادبی ہے۔ طاؤس کے پاس جب اللہ کے نام والے کتب ورسائل جمع ہوجاتے تو ان کو جلا ڈالتے، عروہ کا فعل بھی اسی طرح مروی ہے۔ (فتح الباری: ۲۱/۹)

لہٰذا موصوف کے اس فعل پر شرعی طور پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ